ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

پیر محمد کرم شاہ الازہری کا تفسیری منہج واسلوب: تفسیر ضیاء القرآن کی روشنی میں: تخصیصی و تحقیقی مطالعہ

Style and Methodology in Peer Muhammad Karam Shah Al-Azhari's Tafseer :Exclusive Research

☆حافظ غلام رسول رضا

لیکچرر (اسلامک اسٹڈیز) گورنمنٹ اصغر علی گریجویٹ کالج ویمن جی ٹی روڈ کھاریاں

☆☆محمد فرحان الرحمان(Corresponding author)

وزٹنگ لیکچرر (اسلامک اسٹڈیز) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ٹاہلیانوالہ، جہلم

☆☆☆حافظہ صوبیہ گلناز

پی ایچ ڈی سکالر اور وزٹنگ لیکچرر (اسلامک اسٹڈیز) جی سی یونیورسٹی فیصل آباد

Abstract

Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari was born on 1918 in Bhera, District Sargodha. He completed his primary education from Bhera. After that, he had the privilege of studying with the great teachers of that era, including Allama Naeemuddin Muradabadi, Molana. Muhammad Deen, Molana Muhammad Qasim Balakoti, Molana Muhammad Piplan. He studied at Al-Azhar University in Egypt for about 3 years. That is why he are called Al-Azhari.He Wrote many books among them Tafsir Zia-ul-Qur'an and Zia-ul-Nabi got great fame. There are five volumes of Tafsir Ziya al-Qur'an. In Tafsir Zia-ul-Qur'an, he addressed all the requirements of the modern age. Each Surah is preceded by a brief introduction, especially the glory of the Surah, its main purposes, and a summary of its subjects. And if it mentions a political historical event, its background, the translation tries to explain it by drawing lines through paragraphs, syntactical and lexical difficulties are solved by authentic dictionaries. He has presented various discussions regarding various issues, especially beliefs, in such a way that communal prejudice and group-based thoughts do not develop. He rejects philosophers and Khawarij in his Tafseer with arguments. He also mentions other verses of the Qur'an and hadiths in his tafseer. There is also a literary color in Zia ul Quran. He also writes Arabic, Urdu and Persian poems in it.

Keywords: Muhammad Karam Shah, bhera, tafseer, Zia ul Quran, various issues, Hadith, .

موضوع کا تعارف:

برصغیر میں جن شخصیات نے اسلامی تعلیمات سے اللہ کی مخلوق کو روشناس کرانے میں اہم کردار ادا کیا ان شخصیات میں پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کی شخصیت نمایاں ہے۔ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کا شمار دورِ جدید کے ان نابغہ روزگار علماء میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے اپنی علمی و فکری تحریک کے ذریعے امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی اور اپنی تصانیف، علمی و روحانی فیضان اور جہد مسلسل کی بناء پر ہزاروں گم کردہ راہ لوگوں کو ہدایت کے نور

سے آشنا کیا۔ آپ ایک ایسی عبقری شخصیت ہیں جو اپنی تصنیف و تالیف، تعلیمی اداروں، صحافت و ادب اور فقہی بصیرت کے حوالے سے پہچانی جاتی ہیں۔ آپ نے دور جدید کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے تفسیر ضیاء القرآن لکھی جو کہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس آرٹیکل میں پیر صاحب کا تفسیری منہج و اسلوب بیان کیا گیا ہے۔ آپ ہر سورت کی ابتداء میں اس سورت کا مکمل تعارف پیش کرتے ہیں، سورت کا نام، آیات و رکوع کی تعداد، سورت کا شان نزول اور بیان کردہ مضامین کو درج کرتے ہیں۔ جس کو پڑھ کر قاری کو اس سورت کا مکمل تعارف اور جانکاری ہو جاتی ہے۔ اگر تفسیری منہج کی بات کریں تو اس آرٹیکل میں درج ذیل مناہج کو بیان کیا گیا ہے جو کہ تفسیر ضیاءالقرآن میں عمومی طور پر نظر آتے ہیں۔

نام: صحیح روایت کے مطابق آپ کا اسم گرامی "محمد کرم شاہ" ہے۔

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت کے متعلق آپ کے اولین سوانح نگار پروفیسر حافظ احمد بخش صاحب لکھتے ہیں۔

> "علم و معرفت کا یہ چاند 21 رمضان المبارک 1336ھ بمطابق یکم جولائی 1918 شب دوشنبہ بعد نماز تراویح بھیرہ شریف ضلع سرگودھا۔ آسمان ولایت پر طلوع ہوا اور پھر گزرتے دن کے ساتھ اس کی ضوفشانیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور مہر عالم تاب بن کر ایک عالم کو منور کیا۔"[1]

کنیت: "آپ کی کنیت "ابوالحسنات" آپ کے بڑے بیٹے اور موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب کے نام سے منسوب ہے۔

نسب:

> "آپ نسباً ہاشمی قریشی اسدی مشرباً چشتی نظامی اور مسلکاً حنفی ہیں۔"[2]

> "پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کا نسب 22 واسطوں سے حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ سے ملتا ہے۔"[3]

بچپن اور ابتدائی تعلیم:

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے ایک مذہبی اور مقدس گھرانے میں آنکھ کھولی۔ آپؒ نے خاندانی روایات کے مطابق اپنی تعلیم کا آغاز قرآن پاک سے کیا۔ آپؒ نے قرآن پاک کی تعلیم حافظ دوست محمدؒ، حافظ فضل حسینؒ اور حافظ محمد بیگؒ سے حاصل کی۔ حافظ احمد بخش جمال کرم میں لکھتے ہیں۔

> "خاندانی روایت کے مطابق آپ کی تعلیم کا آغاز قرآنِ حکیم سے ہوا۔ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ 1925ء میں محمدیہ غوثیہ پرائمری سکول بھیرہ کے پہلے طالب علم بنے۔ آپ نے اس سکول میں 1925ء سے 1929ء چار سال تعلیم حاصل کی اور مسلسل کامیابیاں سمیٹتے رہے۔ 1936ء میں گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ سے میٹرک کا امتحان اعلیٰ نمبروں سے پاس کیا۔"[4]

جمال کرم میں ہی مزید رقمطراز ہیں۔

> "پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے اپنے علوم عربیہ و دینیہ کی ابتداء حضرت مولانا قاسم بالا کوٹی سے پند نامہ سے کی۔ اور بعض ازاں کریما مصدر فیوض اور نام حق کتابیں پڑھیں اور ساتھ ساتھ علامہ عبدالحمید ساکن کٹھیالہ شیخاں سے شرح جامی،

---

[1] احمد بخش، حافظ۔ جمال کرم۔ ضیاءالقرآن پبلی کیشنز لاہور، مارچ 2003، ص165

[2] فیض، گل محمد۔ ابر کرم۔ ضیاءالقرآن، 2003ء، ص19

[3] احمد بخش، حافظ۔ جمال کرم۔ ج1، ص167، 168

[4] احمد بخش، حافظ۔ جمالِ کرم۔ ص ج1، ص166، 167

منطق کے رسائل، قطبی میر قطبی وغیرہ پڑھی اور یہ دو سال پر مشتمل تھا۔اور اس کے بعد 1941ءمیں اور نٹیل کالج لاہور سے فاضل عربی کا امتحان 600/512 نمبر حاصل کر کے پورے پنجاب میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔"[5]

1942ءمیں شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدین سیالویؒ کے حکم پر آپ مراد آباد تشریف لے گئے۔ یہاں آپؒ نے مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ سے "بخاری شریف" اور بعض دوسری کتابیں پڑھیں۔

1943ءمیں دورہ حدیث کی تکمیل ہوئی۔ آپؒ کے سر پر حضرت دیوان صاحب آل رسول سید اجمیریؒ نے دستار بندھائی اور سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے سند عطا کرتے ہوئے فرمایا!

"میں آج مطمئن ہوں کہ میرے پاس دینی علوم اور حدیث طیبہ کی جو امانت تھی وہ میں نے موزوں فرد تک پہنچا دی ہے ۔"[6]

"دینی علوم کے ساتھ ساتھ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے رسمی تعلیم کو بھی جاری رکھا۔1940ءمیں آپ نے ایف اے کا امتحان پاس کیا۔اور 1945ءمیں پنجاب یونیورسٹی سے آپؒ نے بی۔اے کا امتحان پاس کیا"۔[7]

اعلیٰ تعلیم

اپنی ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو کر پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ میں مصروف ہو گئے۔ حضرت غازی اسلام اور آپ کے سسر جان نادر شاہ صاحب کی دلی خواہش تھی کہ آپ عالمِ اسلام کی سب سے بڑی یونیورسٹی الازہر میں تعلیم حاصل کریں۔ چنانچہ جولائی 1951ءمیں اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے مصر روانہ ہوئے۔ جہاں آپ نے الازہر کے شعبہ فقہ میں داخلہ لیا اور ستمبر میں اسباق کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

الوداع کرتے وقت آپ کے والد نے ارشاد فرمایا۔

آپؒ خود فرماتے ہیں کہ

> "مصر میں آپ کا پہلا سال تسلی بخش رہا۔دوسرے سال کا نصاب آپ کو ناکافی محسوس ہوا تو اس کے ساتھ قاہرہ یونیورسٹی میں بھی ایم۔اے میں داخلہ لے لیا۔ اللہ کے فضل و کرم سے دونوں سمتوں میں کامیاب رہے۔ ایم۔اے کا امتحان بھی نمایاں پوزیشن سے پاس کیا اور الازہر میں تخصص فی القضاء میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ آپ کے مصری اساتذہ نے نہ صرف آپ کی خداداد صلاحیتوں اور قابلیت کا مشاہدہ کیا بلکہ دل کھول کر داد بھی دی اور باقاعدہ ازراہ قدردانی آپ کو تعریفی اسناد عطا کیں۔ اس دوران فرصت کے اوقات میں آپ نے کئی مسلم ریاستوں کے سفر کئے۔ مصر اور دیگر عرب ریاستوں کے بگڑے ہوئے حالات کا مطالعہ کیا۔"[8]

---

[5] ایضاً۔174-170

[6] احمد بخش، حافظ۔ جمال کرم۔ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور: مارچ 2003ء، ج1، ص183

[7] ایضاً، ص188

[8] احمد بخش، حافظ۔ جمالِ کرم، ج ا، ص192، 193

آپ کے والدِ گرامی کو آپ کی اعلیٰ تعلیم کا کس قدر ذوق وشوق تھا اور آپ نے اس کے عمدہ سے عمدہ ترین انتظامات فرمائے۔ اور ذاتی آسائشوں پر اپنے بیٹے کی تعلیم اور خدمتِ دین کو مقدم رکھا۔ تو دوسری طرف فرزندِ ارجمند نے بھی اپنے مشفق باپ کو مایوس نہیں کیا۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں۔

"میری زندگی میں بہت سی راتیں ایسی آئی ہیں کہ جب میں نمازِ عشاء کے بعد مطالعہ میں مصروف ہوتا۔ کتابیں اپنے اسرار و رموز میرے سامنے منکشف کرتی جاتیں۔ اسی محویت کے عالم میں صبح کے موذن کی آواز مجھے رات کی تنگ دامانی کا احساس دلاتی۔"[9]

الازہر یونیورسٹی (مصر) میں تعلیم

"پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ 1951ء میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے مصر چلے گئے۔ جہاں آپؒ الازہر یونیورسٹی میں تقریباً 2 ماہ کم تین سال رہے۔ اور آپؒ جولائی 1954ء کو واپس تشریف لائے۔ الازہر یونیورسٹی میں آپؒ کا داخلہ فقہ و اصول فقہ کے شعبہ میں ہوا۔ الازہر میں تعلیم کے ساتھ ساتھ آپؒ نے قاہرہ یونیورسٹی میں ایم۔ اے میں داخلہ لیا۔ آپؒ نے ایم۔ اے کا امتحان نمایاں پوزیشن میں پاس کیا۔ الازہر میں ایم۔ فل کے لیے "تخصص فی القضاء" کے شعبہ میں نمایاں کامیابی حاصل کی"۔[10]

وطن واپسی

"جامعہ الازہر سے فراغت کے بعد 1954ء میں وطن واپس آئے اور اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا۔ اس سلسلہ میں آپؒ خود فرماتے ہیں۔

"جامعہ ازہر سے فارغ التحصیل ہو کر وطن واپس آنے کے بعد اپنی زندگی کے مصرف کے بارے میں سوچا تو میں نے عزم کیا کہ وہ کام کروں گا جو تین خصوصیات کا حامل ہوگا۔ (1) نتیجہ خیز ہو (2) اس کا نتیجہ وقتی نہ ہو (3) اس کو عملی جامہ پہنانا میرے بس میں ہو۔ دل نے یہ فیصلہ کیا کہ ایک تعلیمی ادارہ ہی ان خصوصیات کا حامل ہو سکتا ہے بے شک زندگی کی اور بھی بہت سی راہیں تھیں۔ مختلف اداروں کی طرف سے پیشکش بھی جاری تھی لیکن دل کی سوئی دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کی نشاۃ ثانیہ پر آکر رُکی۔"[11]

نامور اساتذہ کرام:

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے جن قدردان ہستیوں سے علم حاصل کیا ان کے نام درج ذیل ہیں۔

مولانا محمد قاسم بالاکوٹیؒ, مولانا محمد دین بدھویؒ, مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادیؒ, مولانا عبد الحمیدؒ کھٹیالہ شیخاں, مولانا غلام محمد پپلاںؒ, مولانا حمید الدینؒ مانسہرہ, شیخ محمد عربیؒ, مولانا نور الحقؒ, مولانا عبد القدوس قاسمیؒ, مولانا محمد عمرؒ, مولانا غلام رسولؒ, شیخ محمد ابو زہرہؒ (مصر), ڈاکٹر محمد مصطفیٰ شلبیؒ (مصر), انیس عبادہؒ (مصر)[12]

[9] اکرم ساجد محمد۔ ملفوظات ضیاء الامت، مکتبہ جمال کرم لاہور، جون 2005ء، ص 9۔

[10] ایضاً، ص 195

[11] احمد بخش، حافظ۔ جمال کرم، ج ا، ص 330

[12] پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ ایک عہد ساز شخصیت، ص 20

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

1.2.1 تفسیر ضیاء القرآن کا تعارف:

تفسیر ضیاء القرآن پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کی لکھی ہوئی تفسیر ہے، یہ تفسیر بہت مفصل اور قرآن کے معنی کے بیان میں بہت ہی واضح ہے، مصنف کی تفہیم کا انداز بڑا خوبصورت ہے، ہر سورت سے پہلے اس کا مختصر تعارف ہے خصوصاً سورۃ کا شانِ نزول، اس کا ماحول، اس کے اہم مقاصد، اس کے مضامین کا خلاصہ اور اگر اس میں کسی سیاسی یا تاریخی واقعہ کا ذکر ہے تو اس کا پس منظر، ترجمہ میں پیراگراف کے ذریعہ لکیریں کھینچ کر اس کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے، نحوی و صرفی اور لغوی مشکلات کو مستند لغات اور تفسیروں سے حل کیا گیا ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کی اس تفسیر کی پانچ جلدیں ہیں۔" اس کی پہلی جلد کا پہلا ایڈیشن 1965ء میں شائع ہوا۔ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ سنی حنفی بریلوی مکتبہ فکر کے ترجمان ہیں۔ انہوں نے اپنی تفسیر میں عام فہم اسلوب اختیار کیا۔ وہ ان مقامات کی تفسیر کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں، جن کی تفسیر میں عام طور پر اختلاف ہوتا ہے۔ یا جن کی بنیاد پر بریلوی مکتبہ فکر کی طرف شرک و بدعت کے نشتر چلائے جاتے ہیں۔ ایسے مقامات پر انہوں نے قرآن مجید پر براہ راست غور کر کے کوئی رائے قائم کرنے کی بجائے کسی روایت یا تفسیری قول کو ہی اپنی ترجیح کی بنیاد بنایا ہے۔ اسی طرح وہ معاصر تفاسیر سے بھی وسعت قلب کے ساتھ استفادہ کرتے ہیں۔ آپؒ "ضیاء القرآن" کے مقدمے میں لکھتے ہیں۔

> "میں نے پورے خلوص سے کوشش کی ہے کی ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کر دوں جو قرآن کریم کی آیاتِ بینات، احادیثِ صحیحہ، یا امت کے علماء حق کے ارشاد سے ماخوذ ہے تا کہ نادان دوستوں کی غلط آمیزیوں یا اہل غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں، وہ اٹھ جائیں اور حقیقت آشکار ہو جائے۔ بفضلہ تعالیٰ اس طرح بہت سے الزامات کا خود بخود ازالہ ہو جائے گا اور ان لوگوں کے دلوں سے یہ غلط فہمی دور ہو جائے گی۔ جو غلط پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ واقعی ملت کا ایک حصہ شرک سے آلودہ ہے یا ان کے اعمال اور مشرکین کے اعمال میں مماثلت پائی جاتی ہے العیاذ باللہ"[13]

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ قرآن مجید کے مقاصد اور بلندی و برتری پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

> "فاران کی وادیوں سے قرآن کا چشمہ فیض کیا پھوٹا کہ اس سے علوم و فنون کے دریا بہہ نکلے جنہوں نے جزیرۂ عرب کے پیاسے سے ریگزاروں کو سیراب کیا اور انہیں حکمت کی دانش گاہ بنا دیا۔ اس ایک کتاب نے جہاں پہلے علوم کو حیات نو بخشی وہاں اس نے بے شمار جدید علوم کی تشکیل کا سامان فراہم کر دیا۔ علوم تفسیر لغت و فقہ اللغۃ، فقہ و اصول فقہ، معانی و بلاغۃ و بدیع، صرف و نحو، قرأت و تجوید، وعظ و خطابت، قصص و اخبار، امثال و حکایات ان کے علاوہ اور کئی علوم ہیں جنہوں قرآن کریم کے سایہ عاطفت میں جنم لیا اور اسی کی آغوش تربیت میں پروان چڑھے اس طرح قرآن حکیم کے فیض سے دنیا کی سب سے زیادہ جاہل قوم علم و حکمت کے عظیم خزانوں کی مالک بلکہ خالق بن گئی۔"[14]

موصوف دل کی گہرائیوں سے قرآن کریم کی ہدایت کی اس روشنی کو دل و جان میں اتارنے کی کڑھن رکھتے تھے اور ملت اسلامیہ کو اس کی بھرپور دعوت دیتے ہیں۔ اور موجودہ زوال سے نکلنے کا واحد ذریعہ بتاتے ہیں۔ آپؒ فرماتے ہیں: "اے درماندۂ راہ قوم، قرآن تمہیں عظمت و عزت کی بلندیوں کی طرف آج بھی لے جا سکتا ہے بشرطیکہ تم اس کی قیادت قبول کر لو۔ اے اپنی قسمت برگشتہ پر آہ و فغاں کرنے والے نوجوانو! دنیا کی

---

[13] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن۔ ج1، ص11

[14] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن۔ ج1، ص8

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

امامت تمھاری متاع گم گشتہ ہے تمہیں یہ واپس مل سکتی ہے اگر تم میں اس کی واپسی کی تڑپ ہو۔ قرآن تمہیں واپس دلا سکتا ہے اگر تم اس کا ہر حکم ماننے کے لیے تیار ہو

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ قرآن کی اسی صدا کو بلند کرتے ہوئے اس اہم ترین کام کا بیڑا اٹھاتے ہیں کہ قرآنی تعلیمات کو واضح کر کے ہر طبقہ اور گروہ تک اس کی دعوت کو عام کر دیا جائے، اپنی اس کاوش کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "میں نے ہر ایسے موقع پر کوشش کی ہے کہ مطالعہ کرنے والے کے وجدان کو جھنجوڑوں اور اسے اپنا محاسبہ کرنے کی رغبت دلاؤں تاکہ وہ اپنی جنس عمل کو اسلام اور قرآن کے مقرر کیے ہوئے ترازو میں تولے اور اسی کی کسوٹی پر پرکھے تاکہ اسے اپنے متعلق کوئی غلط فہمی یا اشتباہ نہ رہے۔ اور اگر اس کا قدم جادۂ حق سے پھسل گیا ہے تو وہ سنبھلنے کی بروقت کوشش کرے"[15]

آپؒ نے جہاں قرآن کریم کی تفسیر میں اعلیٰ درجہ کے اخلاص اور بلند نصب العین کی چاشنی رکھی وہاں عصری تقاضوں کی رعایت کے ساتھ ساتھ واضح اسلوب کو مد نظر رکھا اس کا اظہار کرتے ہوئے آپؒ خود لکھتے ہیں۔

> "قرآن کریم میں جہاں بھی یہ مباحث آئے ہیں میں نے کوشش کی ہے کہ ان کو اس واضح اسلوب میں پیش کیا جائے جسے عصر حاضر کے انسان سمجھ سکیں اور قبول کر سکیں۔"[16]

آپؒ نے مختلف مسائل خصوصاً عقائد کے حوالے سے مختلف مباحث کو اس انداز سے پیش کیا ہے کہ فرقہ وارانہ تعصب اور گروہیت پر مبنی فکر پروان نہ چڑھے۔ آپؒ نے ہر لمحہ اس نقطہ نظر کو مدِ نظر رکھا اگر چہ آپؒ کا تعلق بریلوی مکتبہ فکر سے ہے لیکن آپ کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے افراط و تفریط کی بجائے معتدل راہ کو اپنایا۔ فرقہ وارانہ کشیدگی کو آپؒ امت مسلمہ کے لیے زہر قاتل سمجھتے تھے اور اس حوالے سے آپ کی انتہائی درجہ کی یہ کوشش نظر آتی ہے کہ آپ اس کے ادراک کے لیے اپنے علم و فہم کو بھرپور استعمال میں لا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کی قلبی و ذہنی کیفیت کا اندازہ آپ کے ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے۔

> "یہ ایک بڑی دل خراش اور روح فرسا حقیقت ہے کہ مرور زمانہ سے اس امت میں بھی افتراق اور انتشار کا دروازہ کھل گیا جسے وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْۚ ۔[17]
> کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ امت بھی بعض خود غرض اور بدخواہ لوگوں کی ریشہ دانیوں سے متنازع گروہوں میں بٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور جذبات میں آئے دن کشیدگی اور تلخی بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ اس پراگندہ شیرازہ کو یکجا کرنے کا یہی طریقہ ہو سکتا ہے کہ انہیں قرآن حکیم کی طرف بلایا جائے اور اس کی تعلیمات کو نہایت شائستہ اور دل نشین پیرایہ میں پیش کیا جائے پھر ان کی عقل سلیم کو اس میں غور و فکر کی دعوت دی جائے۔"[18]

---

[15] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن۔ ج1، ص10

[16] ایضاً، ص10

[17] آل عمران، 103

[18] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن۔ ج1، ص10

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

موصوف نے ایسے تمام مسائل جن کا تعلق مختلف نقطہ نظر کے اختلاف سے ہے، پر لکھتے وقت اعتدال کے مسلک کو اختیار کیا ہے۔ مثلاً اھل سنت کے اختلاف جن میں نور و بشر، حاضر یا ناظر اور اس نوعیت کے دیگر مسائل پر بڑے مدلل انداز اور معتدل و مثبت طرز عمل اختیار کیا ہے۔ جو کہ ایک روایتی طرز عمل سے ہٹ کر ہے۔ اس حوالے سے آپ لکھتے ہیں۔

"باہمی اور داخلی انتشار کا سب سے المناک پہلو اھل السنۃ والجماعۃ کا آپس میں اختلاف ہے جس نے انہیں دو گروہوں میں بانٹ دیا ہے، دین کے اصولی مسائل میں دونوں متفق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحیدِ ذاتی اور صفاتی، حضور ﷺ کی رسالت اور ختمِ نبوت، قرآن کریم، قیامت اور دیگر ضروریات دین میں کلی موافقت ہے لیکن بسا اوقات طرز تحریر میں بے احتیاتی اور انداز تقریر میں بے اعتدالی کے باعث غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور باہمی سوء ظن ان غلط فہمیوں کو ایک بھیانک شکل دے دیتا ہے۔ اگر تقریر و تحریر میں احتیاط و اعتدال کا مسلک اختیار کیا جائے اور اس بد ظنی کا قلع قمع کر دیا جائے تو اکثر و بیشتر مسائل میں اختلاف ختم ہو جائے۔"[19]

اس فرقہ وارانہ انتشار کے خاتمے کے لیے اپنی تفسیر میں موصوف نے اسی جذبے اور فہم سے کام لیا ہے۔ آپ کے اپنے الفاظ اس سلسلہ میں ملاحظہ ہوں، فرماتے ہیں۔

"میں نے پورے خلوص سے کوشش کی ہے کہ ایسے مقامات پر افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اپنے مسلک کی صحیح ترجمانی کر دوں جو قرآن کریم کی آیاتِ بینات، احادیثِ صحیحہ، یا امت کے علماء حق کے ارشاداتِ سے ماخوذ ہو تا کہ نادان دوستوں کی غلط آمیزیوں یا اہل غرض کی بہتان تراشیوں کے باعث حقیقت پر جو پردے پڑ گئے ہیں، وہ اٹھ جائیں اور حقیقت آشکار ہو جائے۔"[20]

1.2.2 تفسیر ضیاء القرآن کا منہج و اسلوب:

لغوی تحقیق

ایک مفسر کے لیے لغت میں ماہر ہونا بنیادی شرط ہے اسی لئے امام سیوطی نے ایک مفسر کے لیے جن پندرہ علوم کا ذکر کیا ہے ان میں علم لغت کو سب سے مقدم رکھا ہے۔ اگر اس پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے تفسیر ضیاء القرآن کا مطالعہ کیا جائے تو آپؒ میں یہ خصوصیت بدرجہ اتم نظر آتی ہے کیونکہ آپ قرآنی آیات میں موجود مشکل اور دقیق الفاظ کی لغوی تحقیق بھی فرماتے ہیں اس سلسلے میں آپ اکابر ماہرین لغت کے اقوال سے استشہاد کرتے ہیں اور آیت مبارکہ کے نہایت لطیف نکات کو بالکل سادہ اور رواں عبارت میں ڈھال کر قاری کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دیتے ہیں جس سے وہ مطمئن ہو جاتا ہے اور یہ تفصیلات اس کے نہاں خانہ میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جاتی ہیں مثلاً

ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ[21]

ان کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں:

یہ دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں ان کا ماخذ رحمت ہے ان کا معنی صرف رحمت کرنے والا نہیں بلکہ بہت اور ہر وقت رحمت کرنے والا ہے لیکن الرحمن میں الرحیم سے بھی زیادہ مبالغہ ہے یعنی بہت ہی رحم فرمانے والا۔ اتنی رحمت فرمانے والا جس سے زیادہ کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔

---

[19] الازہری، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ص11

[20] ایضاً، ص12

[21] الفاتحہ۔ 7:2

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

"معناه المنعم الحقیقی البالغ فی الرحمۃ غایتھا و ذلک لا یصدق علی غیرہ "(بیضاوی)

اس کے معنی ہیں حقیقی انعام فرمانے والا جس کی رحمت انتہا کو پہنچی ہوئی ہو اور اس کا مصداق اس کے علاوہ نہ ہو۔

نحوی تحقیق:

قرآن مجید کی تفہیم کے لیے علمائے اسلام نے بے شمار علوم ایجاد کئے اور ایک مفسر کے لیے ان علوم میں مہارت لازمی قرار دی گئی ۔علم النحو بھی تفسیر قرآن کے سلسلے میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ آپؒ کو اس فن میں ید طولیٰ حاصل ہے۔ چنانچہ وہ تفسیر مذکور میں آیات قرآنیہ کی تفسیر کے سلسلے

میں جابجا نحوی مسائل پر شاندار تحقیقی بحثیں پیش کر کے ان کی آسان انداز میں تفہیم اور عقدہ کشائی فرماتے ہیں۔

"لَّقَدْ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ ٱلشَّجَرَةِ"[22]

اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

لام تاکید قد برائے تاکید۔(رضی کا صیغہ ،جو تحقیق اور وقوع پر دلالت کرتا ہے۔اسم جلالت (اللہ) کو ظاہر کر دیا، یعنی بلاشک و شبہ اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا۔ کن سے ؟"المومنین" سے۔ اس میں الف لام عہد خارجی ہے۔ کیوں اور کس وقت ؟ جب میرے حبیب آپ ﷺ اس درخت کے نیچے تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے یہ غلام دیوانہ وار حاضر ہو کر آپ کے دست مبارک پر سر فروشی ، جانبازی اور وفا شعاری کی بیعت کر رہے تھے۔

عربی اشعار سے استدلال:

آپؒ اپنی تفسیر میں متعدد آیات قرآنیہ کی تفسیر میں عربی اشعار سے بھی استدلال کرتے ہیں اور آیت کی تفسیر و تشریح اور بعض اوقات اپنے موقف کی تائید کے لیے عربی ادب سے نامور شعراء کا کلام بھی پیش کرتے ہیں جو ان کی علمیت مسلمہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے حسن ذوق کا بھی منہ بولتا ثبوت ہے۔

"وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا "[23]

اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"عدو (واحد) اعداء (جمع) کے معنی میں ہے۔ اس کی متعدد نظیریں قرآن مجید میں ہیں۔ نیز فصحائے عرب کے کلام میں ملتی ہیں۔

قرآن کریم میں ہے "اوالطفل الذین لم یظھروا" یہاں طفل جمع کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔اسی طرح ابن الانباری کا شعر ہے۔

اذا انالم انفع صدیقی بوده

فان عدوی لن یضرھموا بغضی

یہاں (مصرعہ ثانی میں) عدو بمعنی اعداء استعمال ہوا ہے۔[24]

---

[22] الفتح-18

[23] الانعام-113

[24] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر-ضیاء القرآن، ج1، ص592،593

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

فارسی اشعار کا استعمال:

آپؒ اپنی تفسیر میں عربی اشعار کے ساتھ ساتھ فارسی اشعار بھی تحریر کرتے ہیں اس میں شک نہیں کہ فارسی زبان کے شعرائے کرام نے اسلام تعلیمات کو نہایت خوبی اور عشق و محبت سے شرعی حدود کا پاس رکھتے ہوئے فارسی شاعری میں ڈھالا ہے۔

لَّا تُدۡرِكُهُ ٱلۡأَبۡصَٰرُ وَهُوَ يُدۡرِكُ ٱلۡأَبۡصَٰرَ۔ [25]

اس آیت کے تحت پہلے تو معتزلہ و خوارج کے نظریات کا رد کرتے ہیں آخر میں حضرت حسن بصری کا قول لکھتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے مجھے اس خدا کی قسم جس کے بغیر کوئی خدا نہیں حضور ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔

پھر یہ شعر لکھتے ہیں:

موسی ز ھوش رفت ز یک جلوہ صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی [26]

اردو اشعار کا استعمال:

آپؒ ایک بے مثال نثر نگار تھے نیز اردو شاعری کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ جس کا اندازہ تفسیر ضیاء القرآن میں مختلف مقامات پر اردو شعروں کے انتخاب سے ہوتا ہے۔

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۔[27]

تو اب اگر ان محبوبان الہٰی کی جناب میں خصوصا حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے حضور میں کسی نعمت کے حصول یا کسی مشکل کی کشور کشائی کے لیے التماس دعا کرتا ہے تو یہ بھی استعانت بالغیر اور شرک نہیں بلکہ عین اسلام اور عین توحید ہے۔ اس مقام پر پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ، شاہ ولی اللہ کا ایک عربی شعر درج کرنے کے بعد بانی دارالعلوم دیوبند (مولانا قاسم نانوتوی) کا یہ شعر سپرد قلم کرتے ہیں۔

مدد کرے اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامئ کار [28]

ادبی رنگ:

آپؒ کی تفسیر جہاں دیگر بے شمار محاسن و کمالات کی حامل ہے وہاں اس میں نمایاں طور پر ادبی رنگ بھی جھلکتا صاف دکھائی دیتا ہے آپ الفاظ کو بہت عمدہ انداز سے ترتیب دیتے ہیں اور گویا آپ ﷺ کے سامنے الفاظ کے رنگین موتیوں کا انبار موجود ہے۔

"قُتِلَ أَصۡحَٰبُ ٱلۡأُخۡدُودِ" ۔[29]

(مارے گئے کھائی کھودنے والے۔)

---

[25] الانعام،104

[26] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن، ج1، ص589

[27] الفاتحہ،4

[28] الازہری۔ محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن، ج1، ص25

[29] البروج،4

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

اس آیت کی تفسیر میں صاحب ضیاء القرآن رقمطراز ہیں:

حق کی شمع پر جو قربان ہوگئے وہ انسانیت کا سر بلند کر گئے اور اپنے پیچھے جو انمردوں، اولوالعزموں، وفا کیشوں، کا ایسا جم غفیر چھوڑ گئے۔ جن کے نعروں کی گونج سے باطل آج بھی لرزہ براندام ہے، انہی کے نقوش پا سے زندگی کی شاہراہ آج جگمگ جگمگ کر رہی ہے جب تک اس گلشن ہستی میں کوئی پھول کھلتا رہے گا کوئی کلی مسکراتی رہیگی، کوئی بلبل نغمہ الاپتی رہے گی۔ حق کا پرچم اونچا بہت اونچا لہراتا رہے گا۔

اعجاز قرآن:

تفسیر ضیاء القرآن کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ صاحب ضیاء القرآن عبارت کی دلآویزی اور دلکشی کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں بالخصوص وہ مقدور بھر قرآن حکیم کے نظم و اسلوب کے سر اعجاز اور بلاغی پہلو کو نمایاں کرتے ہیں یہ ایسی خوبی ہے جو اسی شخص کو حاصل ہوسکتی ہے۔ جو عربی زبان و ادب کی باریکیوں اور نزاکتوں کا عارف کامل ہو اور اس میں شک نہیں کہ آپؒ اس وصف کے بیان و اظہار میں اپنے معاصرین میں ممتاز نظر آتے ہیں اور اس سلسلے میں کوئی ان کا مدمقابل نہیں ہے۔۔ آپؒ نے قرآن مجید کے اس پہلو یعنی فصاحت و بلاغت اور اعجاز القرآن کو نمایاں کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔

إِنَّ ٱللَّهَ يَأۡمُرُ بِٱلۡعَدۡلِ وَٱلۡإِحۡسَٰنِ ۔[30]

مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر میں پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ یوں تحریر کرتے ہیں

"یہ آیت جب نازل ہوئی تو اسلام کے بڑے بڑے دشمن اس کے اعجاز اور جامعیت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے عکرمہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ آیت ولید بن مغیرہ کو پڑھ کر سنائی تو اس نے کہا یا ابن اخی اعد میرے بھتیجے ایک بار پھر پڑھ۔ حضور ﷺ نے اسے پھر پڑھا تو وہ دشمن اسلام اور منکر قرآن یہ کہنے پر مجبور ہو گیا۔"

"والله وانه لحلاوة وانه لطلاوة وان اصله لمورق واعلاه لمثمر وما هو بقول بشر"۔[31]

(بخدا یہ تو شیریں ہے اس کا ظاہر بڑا رنگین ہے اس کا تنا پتوں والا ہے اور اس کی شاخیں پھلوں سے لدی ہیں۔ بخدا یہ کسی بشر کا کلام نہیں۔)

کرنا ضروری ہے مذکور ہے اسی طرح ہر وہ بری چیز جس سے اجتناب ضروری ہے موجود ہے۔

تشبیہات کا استعمال:

علامہ سیوطی لکھتے ہیں۔ تشبیہ بلاغت کی انواع میں سب سے اشرف اور اعلیٰ نوع ہے۔[32]

"وَٱلۡقَمَرَ قَدَّرۡنَٰهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَٱلۡعُرۡجُونِ ٱلۡقَدِيمِ"[33]

(اور ذرا چاند کو دیکھو ہم نے مقرر کر دی ہیں اس کے لیے منزلیں آخر کار ہو جاتا ہے کھجور کی بوسیدہ شاخ کی مانند۔)

اس کی تفسیر میں آپؒ یوں وضاحت فرماتے ہیں

---

[30] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن۔ ج2، ص364

[31] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن، ج2، ص595

[32] سیوطی، جلال الدین، امام۔ ج2، ص125

[33] یسین، 39

"ہماری قدرت پر ایمان لانے کے لیے اور دلیل کی ضرورت ہو تو چاند کو دیکھو اور اس کے گھٹنے بڑھنے کو دیکھو کیسے ناخن کے تراشے کی طرح نمودار ہوتا ہے، بڑھتے بڑھتے بدر تمام بن جاتا ہے پھر گھٹنے لگتا ہے۔ یہاں تک کہ آخری راتوں میں کھجور کی ایک خمیدہ سوکھی اور زرد ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔"[34]

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں آپؒ نے ایک نئی تشبیہ ایجاد کی ہے اور وہ ہے ناخن کے تراشتے کی طرح۔ غور کیا جائے تو یہ کتنی عمدہ اور ابلغ تشبیہ ہے کہ ابتدائی راتوں کے چاند کی شکل ہو بہو ناخن کے تراشے کی طرح ہوتی ہے اور آخری راتوں کے چاند کو کھجور کی شاخ سے تشبیہ دی ہے جو خمیدہ، سوکھی اور زرد ہو، یہاں العرجون القدیم بوسیدہ شاخ کی صفات سوکھی اور زرد بیان کر کے تشبیہ قرآنی کو مزید واضح کر دیا ہے۔

"وَإِنَّهُۥ فِيٓ أُمِّ ٱلۡكِتَٰبِ لَدَيۡنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ "۔[35]

(اور بے شک یہ قرآن ہمارے ہاں لوح محفوظ میں ثبت ہے اونچی شان والا حکمت سے لبریز۔)

اس کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں

ام الکتاب سے مراد لوح محفوظ ہے بعض علمائے نے ام الکتاب کی تعبیر العلم الازلی کی ہے تعبیریں جدا سہی مدلول ایک ہی ہے۔[36]

درج بالا سطور میں صاحب ضیاء القرآن نے آیت مبارکہ میں استعمال ہونے والی ترکیب ام الکتاب کی تفسیر بیان کی ہے۔ اور پھر اس معنی کی وضاحت میں لوح محفوظ اور علم الازلی لکھا ہے جو کہ قرآن مجید کے اس ترکیب کے استعاراتی انداز بیان کی ہی تفصیل ہے۔

گویا یہ واضح فرما دیا کہ یہاں لوح محفوظ اور علم ازلی کے لیے ام الکتاب کی ترکیب ایک استعارے کے طور پر استعمال ہوئی ہے۔

لَّقَدۡ رَضِيَ ٱللَّهُ عَنِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ إِذۡ يُبَايِعُونَكَ تَحۡتَ ٱلشَّجَرَةِ۔[37]

اس آیت کے تحت پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ صلح حدیبیہ کے موقع پر بیعت رضوان کا نقشہ اور صحابہ کرام کی جانثاری کی کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں

"مبارک صد مبارک! اے اسلام کے سربکف مجاہدو تمہارا رب تم پر راضی ہو گیا۔ مبارک صد مبارک! اے محمدی مکتب کے شاگردو! تم اپنی زندگی کے امتحان میں کامیاب ہو گئے۔ مبارک صد مبارک راہ عشق کو اپنے حسن عمل اور خلوص نیت کے رنگین پھولوں سے آراستہ کرنے والو! قیامت تک آنے والے ارباب وفا کی راہ میں تم نے ایسے چراغ روشن کر دیئے ہیں کہ ان کو کوئی آندھی بجھانہ سکے گی، تمہاری جان فروشی کے طفیل محبت کی دنیا آباد رہے گی۔ جادۂ حق کے مسافر تمہارے کارناموں سے تا ابد اکتساب فیض کرتے رہیں گے۔"[38]

[34] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القران۔ ج4، ص179

[35] الزخرف، 4:43

[36] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ج4، ص400

[37] الفتح، 18:48

[38] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القران۔ ج4، ص550

زور بیان:

لَآ إِكۡرَاهَ فِي ٱلدِّينِ۔[39]

صاحب ضیاء القرآن اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں

"اسلام جس طرح یہ گوارا نہیں کرتا کہ کسی کو جبراً مسلمان بنایا جائے اسی طرح وہ یہ بھی برداشت نہیں کرتا کہ کوئی اس کے ماننے والوں پر تشدد کر کے انہیں اسلام سے برگشتہ کرے۔ یا جو خوشی سے اسلام لانا چاہتے ہیں انہیں زبردستی روکا جائے ایسی صورتحال میں اسلام اپنے پیروکاروں کو ظالم قوت کے مقابلے کا حکم دیتا ہے اور یہی اسلام کا نظریہ جہاد ہے۔ اسلام کے بعض نکتہ چین جہاد کو اکراہ فی الدین سے تعبیر کرتے ہیں اور اس پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں وہ سن لیں کہ اسلام ان کی خوشنودی کا پروانہ حاصل کرنے کے لیے اپنے ماننے والوں کو دشمنان دین ایمان کے جور و ستم کا تختہ مشق بننے کی اجازت نہیں دے گا۔[40]

احادیث سے استدلال:

قرآن مجید کی تفسیر کرنے کا پہلا اصول تفسیر القرآن بالقرآن یعنی ایک آیت قرآنی کی تفسیر کسی دوسری آیت کی مدد سے بیان کرنا ہے۔ اس تفسیر میں آپ نے بکثرت آیات کے تحت تفسیر میں احادیث مبارکہ سے استدلال فرمایا ہے۔

جبکہ آپؒ اکثر و بیشتر احادیث مبارکہ سے ہی آیات کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہیں

إِنَّ أَوَّلَ بَيۡتٖ وُضِعَ لِلنَّاسِ۔[41]

اس کی تفسیر میں یہ حدیث مبارکہ درج کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مسجد حرام میں نے عرض کی کہ اس کے بعد، فرمایا مسجد اقصیٰ، میں نے پھر پوچھا ان دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا عرصہ تھا؟ فرمایا چالیس سال"[42]

محاورات عرب کا استعمال:

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے اپنی تفسیر میں بے شمار مقامات پر قرآنی آیات میں بعض الفاظ کے معانی و مفہوم کی وضاحت اور تشریح کے لیے عربوں کے کلام میں روزمرہ استعمال ہونے والے محاورات کو بھی تحریر کیا ہے۔ کیونکہ جب تک اہل زبان کے محاورات کا علم نہ ہو بعض الفاظ کا مفہوم سمجھنے میں سخت دشواری آتی ہے۔ اسی لیے شاہ ولی اللہ دہلوی نے مفسر کے لیے محاورات عرب سے کماحقہ واقفیت کو ضروری قرار دیا ہے۔"[43]

"وَوَجَدَكَ ضَآلّٗا فَهَدَىٰ"

(اور آپ ﷺ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔)

---

[39] البقرہ، 2:256

[40] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن۔ ج 1، ص 179

[41] آل عمران، 3:96

[42] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن۔ ج 1، ص 254

[43] دہلوی، شاہ ولی اللہ۔ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، ص 84

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

اس آیت کی تفسیر میں لفظ "ضالاً" کی تشریح عرب محاورے سے یوں کرتے ہیں۔

جب پانی دودھ میں ملا دیا جائے اور پانی پر دودھ کی رنگت غالب آجائے تو عرب کہتے ہیں ضل الماء فی اللبن کہ پانی دودھ میں غائب ہو گیا۔[44]

درج بالا آیت مبارکہ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ آپؒ نے کس طرح عرب محاورے کی مدد سے مشکل الفاظ و مقامات کو حل فرمایا ہے۔

فضائل و کمالات نبوت کا تذکرہ:

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے نبی اکرم ﷺ کے فضائل و کمالات، معجزات اور علو شان کو نہایت مفصل اور مدلل انداز میں بیان کیا ہے اور اس سلسلے میں ان کے قلم کی روانی قابل رشک ہے۔

علامہ مشتاق احمد چشتی لکھتے ہیں۔

مفسر کی ایک سعادت یہ بھی ہے کہ فضائل و کمالات نبوت کو بیان کرنے میں بخل سے کام نہیں لیا۔[45]

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً ۔[46]

اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ کی ذات مقدس ہی حقیقت میں خلیفہ اعظم ہے اور اگر یہ ذات گرامی نہ ہوتی تو آدمؑ ہی پیدا نہ ہوتے بلکہ کچھ بھی نہ ہوتا۔[47]

تصوف کا رنگ:

ضیاء القرآن میں مسلک صوفیا کرام اور ان کے افکار کا رنگ بھی نمایاں ہے چونکہ صاحب ضیاء القرآن ایک صاحب طرز ادیب بے مثال عظیم مفسر، عالم با عمل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صوفی منش شخصیت بھی تھے۔ لہذا ان کی شخصیت کا یہ پہلو بھی تفسیر مذکور میں جابجا نمایاں ہے اور انہوں نے متعدد آیات مبارکہ کی تفسیر میں صوفیانہ اشارات و نکات کو نہایت دلپذیر انداز میں بیان فرمایا ہے۔

"يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمُدَّثِّرُ "۔[48]

اس آیت کے تحت لکھتے ہیں

صوفیائے کرام نے اس خطاب سے جو معنی سمجھا ہے۔ علامہ آلوسی کے الفاظ میں سماعت فرمائیے۔

"قال بعض السادۃ ای یایھا السائر للحقیقۃ المحمدیہ بدثار الصورۃ الادمیۃ او یایھا الغائب عن انظار الخلقیۃ فلا یعرفک سوی اللہ تعالیٰ علی الحقیقۃ"

(اقلیم معرفت کے بعض سرداروں نے اس کا معنی یہ بتایا ہے کہ اے انسانی شکل و صورت سے حقیقت محمدیہ کو چھپانے والے۔ یا لوگوں کی نگاہوں سے اپنے آپ کو مستور رکھنے والے کہ تیری حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جان سکتا)۔[49]

---

[44] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن، ج5، ص589
[45] چشتی، مشتاق احمد، علامہ، علم التفسیر اور مفسرین۔ مکتبہ مہریہ کاظمیہ ملتان۔ ص324
[46] البقرہ، 2:30
[47] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن۔ ج5، ص415
[48] المدثر، 1:74
[49] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن۔ ج5، ص415

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

اختلافی مسائل میں انداز بیان:

مختلف اسلامی فرقوں کے ساتھ اہلسنت و جماعت کے عقائد کے سلسلے میں جو اختلاف ہے۔ اس سلسلے میں قلم اٹھاتے ہوئے بڑے بڑے اکابر علماء افراط و تفریط کا شکار ہو گئے ہیں بلکہ ایک قدم اور آگے بڑھ کر ایک دوسرے پر طعن و تشنیع اور سب و شتم کے بھی مرتکب ہوئے ہیں۔ آپؒ اتنے وسیع القلب عالم دین ہیں کہ وہ ان مسائل پر بحث کرتے ہوئے اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے اور نہایت سنجیدہ و متین انداز میں زیر بحث مسئلہ کے ہر ہر پہلو پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں اور اپنے قاری کو مطمئن کرتے ہیں بعض اوقات پہلے مخالفین کا کلام نقل کرتے ہیں اور مکمل دیانتداری سے فریق مخالف کے موقف کو بیان کرتے ہیں پھر زور دار دلائل سے اپنا نکتہ نظر بیان کرتے ہیں اور آخر میں نہایت خلوص و دل سوزی سے مملو جذبات کے ساتھ مخالفین کو دعوت فکر دیتے ہیں۔

آیت مبارکہ " وَأَنَّ ٱلۡمَسَٰجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدۡعُواْ مَعَ ٱللَّهِ أَحَدٗا "[50] کے تحت رقم فرماتے ہیں:

"بعض لوگ مسجد میں حضور اکرم ﷺ کی نعت شریف پڑھنے کو بھی ناجائز کہتے ہیں اور اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ ہم ان کی توجہ ان متعدد مجالس کی طرف منعطف کراتے ہیں جبکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لیے حکم نبوی ﷺ کے مطابق منبر رکھا جاتا ہے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر بارگاہ رسالت میں اپنے مدحیہ اور نعتیہ قصائد پڑھا کرتے تھے۔۔ ان کے علاوہ کئی دیگر شعراء مثلا سواد بن قارب، حضرت زبیر، حضرت عباس رضی اللہ عنہ جیسے نامور اکابر مسجد نبوی میں حضور ﷺ کے سامنے اپنے نعتیہ قصائد پیش کرتے ہیں حضور خوش ہوتے اور دعاؤں سے نوازتے"

"باقی رہا درود سلام تو یہ آپ نماز میں بھی پڑھتے ہیں اس میں بھی آپ کہتے ہیں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، تو جو وظیفہ نماز کا جزو ہے۔ اسے کیسے ناجائز کہا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ کے محبوب کی تعریف در حقیقت اللہ تعالیٰ کی ہی حمد ہے۔ جس نے اپنے محبوب کو ان بیشمار کمالات سے متصف کر کے مبعوث فرمایا"۔[51]

جدید تحقیقات:

پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ اپنی تفسیر میں دور جدید کی تحقیقات بھی جدید محققین کی آراء کی روشنی میں بیان کرتے ہیں اور یہ خصوصیت اس تفسیر کو جہاں ایک طرف جدید تفسیر بناتی ہے وہاں مؤلف کی وسعت نظر اور تحقیقی ذوق کی بھی مکمل آئینہ داری کرتی ہے۔ عام طور پر مفسرین کرام قدیم علماء کی تحقیق پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور بہت کم حضرات ایسے ہیں جو دور جدید کی تحقیقات کو اپنی تفاسیر میں جگہ دیں مگر صاحب ضیاء القرآن نے جابجا حوالہ جاتے دے کر جدید تحقیقات کو متعارف کرایا ہے۔

فَٱنفَجَرَتۡ مِنۡهُ ٱثۡنَتَا عَشۡرَةَ عَيۡنٗاۖ[52]

تفسیر ماجدی کے حوالے سے اس آیت کے تحت آپؒ رقمطراز ہیں

جب تیہ کے ریگستان میں بنی اسرائیل پیاس سے تڑپنے لگے تو موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الہی میں پانی کے لیے عرض کی حکم ہوا فلاں پتھر پر اپنا عصا مارو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یونہی کیا اور اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے، وہ چٹان اب تک جزیرہ نمائے سینا میں موجود ہے پادری ڈین اسٹینلے نے

---

[50] الجن، 18:72

[51] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن۔ ج5، ص393

[52] البقرہ، 2:60

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.5 No.4 2021

انیسویں صدی کے وسط میں بائبل کے مقامات مقدسہ کی جغرافیائی تحقیق کے لیے خود فلسطین کی سیاحت کی اور اپنے مشاہدات و تحقیقات کو (Sinal Paslestine) کے نام سے شائع کیا۔ اس میں اس چٹان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں۔

"یہ چٹان دس اور پندرہ فٹ کے درمیان بلند ہے۔ آگے کی طرف ذرا خمیدہ ہے اور راس سفسفہ کے قریب "لیجا" کی وسیع وادی میں واقع ہے۔"[53]

معتزلہ و خوارج کا رد:

ضیاء القرآن اہلسنت کی اردو زبان میں نمائندہ تفسیر ہے اور یہ عقائد اہلسنت کی بھرپور عکاس ہے۔ لہذا جابجا مولف نے فرق باطلہ مثلاً معتزلہ اور خوارج وغیرہ کا رد بھی بڑے بھرپور انداز میں کیا ہے اور اپنا موقف عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔

لَّا تُدْرِكُهُ ٱلْأَبْصَٰرُ وَهُوَ يُدْرِكُ ٱلْأَبْصَٰرَ۔[54]

اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں

معتزلہ اور خوارج نے اس آیت سے یہ اخذ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں اور آخرت میں ناممکن ہے۔ لیکن ان کا یہ استنباط غلط ہے کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیات صاف بتا رہی ہیں کہ قیامت کے دن مومنین کو دیدار الٰہی ہوگا۔ وجوہ یومئذ ناضرہ الی ربھا ناظرۃ (بعض چہرے اس روز شگفتہ ہونگے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔) اور اگر یہ محال عقلی ہو تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کبھی دیدار کا سوال نہ کرتے۔ کیونکہ نبی کی شان سے یہ بعید ہے کہ ایسی بات کا سوال کرے جو محال ہو نیز احادیث صحیحہ سے اور جلیل القدر صحابہ اور علمائے امت کے اقوال سے یہ ثابت ہے کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا

فلاسفہ و متکلمین کا رد:

صاحب ضیاء القرآن نے اپنی تفسیر میں جابجا قدیم و جدید فلاسفہ کا رد بھی کیا ہے۔ اور ان کے دلائل کا نہ صرف بھرپور بلکہ مسکت جواب دیا۔ ذیل کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

"وَٱلسَّمَآءِ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ۔"[55]

(قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے۔)

اس آیت کریمہ کے تحت فلاسفہ کی تردید میں علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی یہ تحقیق پیش کرتے ہیں

عوام نے قدیم فلسفیوں کے نظریات کو مانتے ہوئے آسمان کو بارہ موہوم حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ ہر حصہ کو برج کہتے ہیں اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ اس کا انحصار اس بات پر ہے کہ آسمان ہمیشہ متحرک ہوں اور یہ ستارے ان میں گڑے ہوئے ہوں۔ وکل ذلک باطل، کیونکہ کتاب و سنت سے یہ ثابت ہے کہ ہر کوکب اپنے فلک میں تیر رہا ہے

صاحب ضیاء القرآن خلاصہ تحقیق یوں رقم فرماتے ہیں۔

جدید سائنسی تحقیقات نے قرآنی نظریہ تسلیم کر لیا ہے۔ بروج سے یہاں مراد وہ اصطلاحی بروج نہیں بلکہ بڑے بڑے ستارے مراد ہیں جو اپنی درخشانی کے باعث بہت نمایاں نظر آتے ہیں۔

---

[53] الازہری، محمد کرم شاہ، پیر۔ ضیاء القرآن۔ ج1، ص 61،60

[54] الانعام، 6:103

[55] البروج 1:85

قرآن فہمی:

"إِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِينًا لِّيَغۡفِرَ لَكَ ٱللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ ۔"[56]

"(یقیناہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے تا کہ دور فرمادے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے)۔

یہ ترجمہ روایت سے بالکل ہٹ کر ہے اور بہت بہترین ترجمہ ہے۔

"لَقَدۡ جَآءَكُمۡ رَسُولٌ مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ عَزِيزٌ عَلَيۡهِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِيصٌ عَلَيۡكُم بِٱلۡمُؤۡمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۔"[57]

بیشک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا بہت ہی خواہشمند ہے تمہاری بھلائی کا مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔

پیر صاحب یہاں "حریص "کا ترجمہ بہت ہی خواہشمند سے کیا ہے اور قرآن کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے مقام بنوت اور شان نبوت کا بھی لحاظ رکھا ہے۔

خلاصہ بحث

پیر محمد کرم شاہ الازہری 1918 کو بھیرہ ضلع سر گودہا میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے دور کے عظیم اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ جن میں سے علامہ نعیم الدین مراد آبادی، مولانا محمد قاسم بالا کوٹی، اپنے تفسیری نکات میں نحوی، صرفی یا لغوی پیچیدگی کو کمال مہارت سے ائمہ فن کے مستند اقوال سے حل کیا۔ ان کی تفسیر کے اندر گاہے بگاہے مختلف مسائل کے حوالے سے احادیث ائمہ کرام کے اقوال باقاعدہ سند کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔ جن سے ان کی دلیل میں وزن پیدا ہوا ہے اور مختلف نکات کے حوالے دل میں اگر کوئی خلش پیدا ہو تو اس کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

موصوف نے تفسیر کی ترتیب یوں رکھی ہے کہ ہر سورت سے پہلے اس کا تعارف لکھا ہے جس میں سورۃ کا زمانہ نزول اس کا ماحول اس کے اہم اغراض و مقاصد اور اس کے مضامین کا خلاصہ اور اس میں اگر کسی سیاسی یا تاریخی واقعہ کا ذکر ہوا ہے تو پھر اسکا پس منظر بھی بیان کیا گیا ہے۔ میرے نزدیک اس کا سب سے بڑا فائدہ قارئین کو یہ ہو گا کی جب وہ تعارف کو پڑھ لیں گے تو سورۃ کی تفصیلات کا مطالعہ کرتے وقت وہ اس میں بیان کردہ خصوصی امور پر اپنی توجہ مبذول کر سکیں گے، جس سے سورۃ مبارکہ کو سمجھنے اور اس کا ادراک کرنے کا ملکہ پیدا ہو گا۔ قرآن کی تفسیر عموماً دیگر قرآنی آیات واحادیث نبویہ ﷺ سے کرتے ہیں۔

موصوف نے اپنی تفسیر میں قرآن مجید کا جو ترجمہ کیا ہے وہ نہایت منفرد ہے عام طور پر قرآن مجید کے تراجم دو طرح کے ہیں۔ ایک قسم تحت اللفظ تراجم کی ہے لیکن ان میں وہ زور بیان مفقود ہے جو قرآن کریم کا روح رواں ہے۔ دوسری قسم بامحاورہ تراجم کی ہے ان میں دقت یہ ہے کہ لفظ کہیں ہوتا ہے اور ترجمہ دو سطر پہلے یا دو سطر بعد درج ہوتا ہے۔ اور مطالعہ کرنے والا یہ معلوم نہیں کر سکتا کہ میں جو نیچے لکھا ہوا ترجمہ پڑھ رہا ہوں اس کا تعلق کس کلمہ یا کس جملہ سے ہے۔ موصوف کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے دونوں طرز تراجم کو یک جا کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلام کا تسلسل اور روانی بھی برقرار ہے۔ زور بیان میں بھی فرق نہیں آیا، اور ہر کلمہ کا ترجمہ اس کے نیچے موجود ہے۔

---

[56] الفتح 2:48

[57] التوبہ، 9:128

آپؒ نے مختلف مسائل خصوصاً عقائد کے حوالے سے مختلف مباحث کو اس انداز سے پیش کیا ہے کہ فرقہ وارانہ تعصب اور گروہیت پر مبنی فکر پروان نہ چڑھے۔ آپؒ نے ہر لمحہ اس نقطہ نظر کو مدِ نظر رکھا اگرچہ آپؒ کا تعلق اہل سنت و جماعت (بریلوی) مکتبہ فکر سے ہے لیکن آپ کی تحریروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے افراط و تفریط کی بجائے معتدل راہ کو اپنایا۔ آپ تفسیر کرتے ہوئے عربی محاوروں اور تشبیہات کا استعمال بھی کرتے نظر آتے ہیں۔اس کے علاوہ چونکہ آپ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ کے خلیفہ بھی تھے اس لئے آپ کی تفسیر میں تصوفانہ رنگ بھی نمایاں ہے۔ آپ کی تفسیر یقیناً مختلف خوبیوں کا مجموعہ اور عظیم شاہکار ہے۔